منبع ولایت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ

ڈاکٹر عمر کمال الدین

الا انّ اولیاء اللّٰہ لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون کی تفسیر۱ **رجال لا تلھیھم تجارۃٌ ولا بیعٌ عن ذکر اللّٰہ واقام والصّلوٰۃ وایتاء الزّکوٰۃ** کی تعبیر۲ **سیماھم فی وجھھم مّن اثر السجود** کی تصویر۳ **والّذین جاھدو فینا لنھدینّھم سبلنا وان اللّٰہ لمع المحسنین** کی تنویر۴ **تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوّاً فی الارض ولا فساداً** کی عملی تفسیر۵ جانشین **شاھداً ومبشراً ونذیراً**۶ منور **بنور سراجاً مّنیراً**۷ حاجت روائے مسکین ویتیم واسیر۸ مشکل کشائی مضطر ومظلوم وبیسر، اخلاص واحتساب، انابت وتضرع ایثار وسخاوت ، ادب واحیا امر ابالمعروف ونہی عن المنکر ،تسلیم ورضا،تفکر وتدبر، تقویٰ وطہارت،خشوع وخضوع وخشیت الٰہی وتعلق مع اللہ،ریاضت ومجاہدہ،صبر وتوکل اور ضبط نفس وخودشکنی کی توقیر،آسمان احسان وعرفان وتصوف وسلوک کے بدرمنیر،منبع ولایت ومزکر شجاعت، سرچشمہ علم وحلم سیدنا علی کرم اللہ وجہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے نزدیکی خاندانی ونسبی تعلق تھا۔مزید برآں بچپن سے دامان سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ رہنے کی وجہ سے علوم نبویؐ سے بھرپور استفادہ کی سعادت ازلی حاصل ہوئی اورنورعلیٰ نور یہ کہ اس بےنظیر اور عدیم المثال تعلیم وتربیت کے ساتھ آپ میں تحصیل علم وکسب کمال کی فطری صلاحیت اور خداداد ذوق بدرجہ اتم موجود تھا۔نتیجہ یہ ہوا کہ مکتب نبوت اور مدرسہ رسالت سے جوفیض آپ نے حاصل کیا، وہ بہت کم دوسرے اصحاب کے حصہ میں آیا۹ قرآن ، حدیث، فقہ وغیرہ جملہ دینی علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ابوعمر، ابوطفیل کے حوالہ سے، بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو اس وقت دیکھا جب لوگوں سے خطاب فرمارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کتاب اللہ کے بارے میں جو چاہو پوچھ لو،قرآن کریم میں کسی بھی آیت کے بارے میں جو چاہو پوچھ لو بخدا قرآن کریم میں کوئی بھی آیت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، ہموار راستے میں چلتے ہوئے نازل ہوئی یا اس وقت کہ جب آپ کسی پہاڑی پر تھے۔

ہاشم نژاد اشرف خویشاں احمدؐ است - ہارون مقام کاشف بنیان احمد است
اعجاز سنج لطف مثال ست مرتضیٰ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی جلالت علمی پر سارے صحابہ کا اتفاق تھا۔ رسول اللہؐ کے عم زاد حضرت عبداللہ ابن عباس جو خود خیر الامہ تھے، فرماتے تھے کہ علم کے دس حصوں میں سے خدا نے حضرت علیؑ کو نو حصے عطا فرمائے ۔ اور دسویں میں بھی آپ شریک تھے۔ ۱۰ازبان نبوتؐ سے بھی آپ کو **انا مدینة العلم وعلیٌ بابها** ۱۱ کی سند عطا ہوئی تھی۔ کلام الٰہی سے آپ کو خاص شغف تھا، اس کے حافظ تھے۔ اس کی تعلیم زبانِ وحی والہام سے حاصل کی تھی، علوم قرآن پر تبحر حاصل تھا، فہم قرآن اور اسکے احکام ومسائل کے استنباط کا خاص ملکہ تھا، تفسیر کی کتابیں اور احادیث کے ابواب تفسیر آپ کی روایتوں سے معمور ہیں۔ ذات نبویؐ سے قربت کی بنا پر آپ کو سماع حدیث کا سب سے زیادہ موقع میسر ہوا، پھر وصال نبویؐ کے بعد تیس سال تک مسند تعلیم وارشاد پر جلوہ گر رہے اور تشنگان علوم ومعرفت کی علمی وعرفانی پیاس بجھائی ۔ یہی وجہ ہے کہ حفظ حدیث اور روایت حدیث دونوں لحاظ سے آپ کی ذات اقدس جماعت صحابہ میں نہایت ممتاز تھی۔ آپ کی روایات کی تعداد پانچ سو چھیاسی ہے جو کہ کثیر الروایہ صحابہ کے مقابلہ میں تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہے، لیکن یہ آپ کی حددرجہ احتیاط کا نتیجہ ہے۔ آپ کے تلامذہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ کلام اللہ اور احادیث نبویؐ میں وسعت علم کے ساتھ آپ اسی درجہ کے ذہین، طباع، حاضر دماغ، حاضر جواب، دقیقہ سنج اور نکتہ رس بھی تھے۔ آپ کی ذہانت وفطانت کے بہت سے واقعات ہیں جن کے نقل کرنے سے اصل موضوع سے بہک جانے کا اندیشہ ہے ۔ فقہ میں بھی آپ بلند مرتبہ پر فائز تھے بلکہ جماعت صحابہ میں آپ کو اجتہاد کا درجہ حاصل تھا، فقہی کمال کے ایک پہلو یعنی مقدمات کے فیصلہ کے وصف میں آپ کا کوئی مقابل نہ تھا۔ زبان رسالت نے آپکو ''اقضاھم علی'' یعنی جماعت صحابہ میں سب سے بڑے قاضی علیؑ ہیں، کی سند مرحمت فرمائی تھی۔

اسلام میں عرفان وتصوف کی تاریخ رسول اکرمؐ کی ذات مبارک سے شروع ہوئی۔ انہیں کی سرپرستی میں اولین جماعت صوفیہ وعارفین ان کے جانشین حضرت علیؑ کے گردو پیش نظر آتی ہے۔ صوفیہ تصوف کی تعلیم کے سلسلہ میں قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

كما ارسلنا فيكم رسول منكم يتلوا عليكم اٰيتنا ويزكيكم ويعلّمكم الكتب والحكمة ويعلّمكم مالم تكونوا تعلمون۔ (البقرہ:۱۰۱)

جس طرح ہم نے تمہارے درمیان تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک وپاکیزہ بناتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ سب کچھ بتاتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو۔

اسی طرح حدیث جبرئیل میں سرکار دو عالمؐ نے احسان کی یعنی جسے تزکیۂ باطن، عرفان اور تصوف کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے:

وقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الاحسان ان تعبداللّٰہ کانّک تراہ فان لم تکن تراہ فانّہ یراک (حدیث جبریل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اگر چہ تصوف اور صوفی کی اصطلاح سے ہم دوسری صدی ہجری میں واقف ہوئے ہیں، لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس کا مصداق قرن اوّل میں موجود تھا۔ شیخ ہجویری، کشف المحجوب، میں لکھتے ہیں:

''اس دور میں تصوف کا نام تو بے شک نہیں تھا، مگر بطور ایک حقیقت موجود تھا'' ۱۲

''...... اور تصوف جس وقت اسلام کے قرن اول میں ظاہر ہوا تو اس کے لئے عظیم شان تھی یعنی وہ ایک عظیم المرتبت چیز تھی اور ابتداً اس سے مقصود تقویم اخلاق، تہذیب نفوس اور طبائع کو دین کا خوگر بنانا اور ان کو اس کی جانب کھینچ کر لانا اور دین وشریعت کو نفس کی طبیعت اور اس کا وجدان بنانا نیز دین کے حکم واسرار سے تدریجاً نفس کو واقف کرانا تھا'' ۱۳

جانشین سرکار دو عالمؐ واقف اسرار نبوت اور شارح علوم رسالت حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سردار انبیاء کا مسلک یوں بیان فرماتے ہیں:

''عرفان میرا سرمایہ ہے، ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے، حزن میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، خدا کی رضا میری غنیمت ہے، عاجزی میرے لئے وجہ اعزاز ہے، زہد میرا پیشہ ہے، صدق میرا سفارشی ہے، اطاعت میرا بچاؤ ہے، جہاد میرا کردار ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' ۱۴

امیر المومنین وخلیفہ رسول امینؐ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو حقیقتاً مسلمانوں کے ولی الامر، معلم، مربی، مصلح، امام، احکام شریعت کے لئے علمی نمونہ پیش کرنے والے، اخلاق و دینی امور کی نگرانی اور

احتساب کرنے والے اوران کی سریت واخلاق پر نظر رکھنے والے تھے۔ انہوں نے مسلک رسولؐ کی حرف بہ حرف پیروی کرتے ہوئے اصلاح وتبلیغ نیز رشد وہدایت کا مقدس فریضہ انجام دیا۔ ذات نبویؐ سے آپ کی وابستگی ،علوم شرعیہ سے مکمل آگاہی ،محبوب و دلنواز شخصیت اور نگہ بلند،سخن دلنواز جان پرسوز کا پیکر ہونا ایسے عوامل تھے کہ لوگ پروانہ وار اس شمع ہدایت سے فیض حاصل کرنے کوٹوٹ پڑے تھے۔

عرفان وتصوف یا احسان کا سرچشمہ واقعتاً آپ کی مبارک ذات تھی۔ صوفیہ کے تمام بڑے بڑے سلاسل حضرت حسن بصریؒ (م:۱۱۰ء/۷۲۸ھ) کے واسطے سے آپ ہی پر منتہی ہوتے ہیں گرچہ محدثین کے نزدیک حسن بصریؒ کا حضرت علیؑ سے لقا ثابت نہیں ہے۔لیکن ارباب تصوف کا اس پر اتفاق ہے شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

''ارباب طریقت کے نزدیک حسن بصریؒ کو طبعتاً حضرت علیؑ سے نسبت ہے۔ محدثین کے نزدیک یہ انتساب ثابت نہیں ہے لیکن شیخ احمد قشاشی نے اپنی کتاب ''عقد العزیز فی سلاسل اہل التوحید'' میں ایک تشفی بخش بحث کے ذریعہ اہل تصوف کو تائید کی ہے۔''

ایک دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں:''صوفیہ کا اتفاق ہے کہ حسن بصریؒ نے حضرت علیؑ سے فیض پایا تھا۔''

خلافت سے پہلے تصوف میں آپ کو بہت انہاک تھا پھر خلافت کے بعد اس کی مصروفیتوں کی وجہ سے اس فن کی تفصیل بیان کرنے کا موقع نہ ملا'' [۱۶]

حقیقت یہ ہے کہ خلافت جیسی اہم ذمہ داری کی مشغولیت اور خاص طور پر خلافت کو منہاج نبوت پر باقی رکھنے کے لئے سخت ترین مراحل میں جہاں امن وسکون ناپید، اطمینان وفارغ البالی عنقا اور ہر طرف شورش وہنگامہ برپا تھا، آپ نے جس مجاہدانہ او رمجتہدانہ شان سے حالات کا مقابلہ کیا وہ حقیقتاً **لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار** کا مصداق ہے۔ بقول شاعر:

در عرصۂ مجاہدۂ دین مستقیم — مفتوح باب اوست بہر سائل وسقیم
تیغش ہر استخوان عدو را کند دو نیم — چون بہر مومن است در جنت نعیم
رفع بلای عسرت و عِصیان کند علیؑ
ذکرِ قدیر است زبانش بہ جستجو — سر در سجود ربی الاعلیٰ برد فرد
چند انکہ تیغ اوست پی گرد کینہ جو — گرزش چنانکہ فرق نہد برتن عدد

عزم جہاد وطاعت رحمان کند علیؑ

اس دور پر فتن میں آپ نے جس عالی ہمتی ، صبر واستقامت ، حوصلہ وعزیمت حق گوئی، بے باکی، جوان مردی خندہ جبینی اور بشاشت قلب کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو کامیابی کے ساتھ انجام دیا اس کا ذکر کرتے ہوئے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

''خلافت کی پوری مدت کو ایک مسلسل مجاہدہ، ایک مسلسل کشمکش، ایک مسلسل سفر میں گزارنا ،لیکن نہ تھکنا، نہ مایوس ہونا ، نہ بددل ہونا، نہ شکایت کرنا، نہ راحت کی طلب، نہ محنت کا شکوہ، نہ دوستوں کا گلہ، دشمن کی بدگوئی، مدح وذم سے بے پروا، جان سے بے پروا، انجام سے بے پروا، نہ ماضی کا غم، نہ مستقبل کا اندیشہ، فرض کا ایک احساس مسلسل اور سعی کا ایک سلسلہ غیر منقطع ، دریا کا سا صبر، سورج اور چاند کی سی پابندی، ہواؤں اور بادلوں کی سی فرض شناسی، معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ذوالفقار ان کے ہاتھ میں سرگرم اور بے زبان ہے اسی طرح وہ کسی اور ہستی کے دست قدرت میں سرگرم عمل اور شکوہ وشکایت سے ناآشنا ہیں۔ ایمان وطاعت کا وہ مقام جو صدیقین کو حاصل ہوتا ہے ،لیکن اس کا پہچاننا اور ان نزاکتوں اور مشکلات سے واقف ہونا بڑے صاحب نظر اور صاحب ذوق کا کام ہے۔اسلئے ان کی زندگی اوران کی عظیم شخصیت کا پہچاننا ایک بڑا امتحان ہے......'' ۱۷

آخر میں آپ کے چند اقوال زرّین بیان کرنے کے بعد میں اپنی بات ختم کردوں گا۔

۱-نعمت چھ چیزیں ہیں، اسلام، قرآن ،محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،تندرستی، پرستش اور بے پروائی آدمیوں سے۔

۲- جو علم کی طلب میں ہے جنت اس کی طلب میں ہے اور جو کوئی گناہ کی طلب میں ہے دوزخ اس کی طلب میں ہے۔

۳-علم اچھی میراث ہے اور ادب اچھا پیشہ ہے اور تقویٰ اچھا توشہ ہے، اور عبادت اچھی پونجی ہے اور عمل نیک اچھا کھینچنے والا ہے اور نیک خلق اچھا ساتھی ہے اور بردباری اچھا وزیر ہے اور قناعت اچھی تونگری ہے اور توفیق اچھی مدد ہے اور موت اچھا ادب دینے والی ہے۔ ۱۸

۴-لوگوں سے اس طرح ملو کہ اگر مرجاؤ تو تم پر روئیں اور زندہ ہو تو تمہارے مشتاق ہوں ۔۱۹

۵-بہترین دولتمندی یہ ہے کہ تمناؤں کو ترک کردو ۔۲۰

۶-نوافل سے قرب الٰہی نہیں ہوسکتا جب وہ فرائض میں سد راہ ہوں ۔۲۱

۷-خوشا نصیب اس کے جس نے آخرت کو یادرکھا، حساب وکتاب کے لئے عمل کیا، ضرورت پر قناعت کی اور اللہ سے راضی رہا۔

۸-عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں ہے اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں، ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے بڑھ کر کوئی چیز معین ومددگار نہیں۔۲۲

۹-جولوگوں کا پیشوا بنے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہئے اور زبان سے درسِ اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت وکردار سے تعلیم دینا چاہئے اور جو اپنے نفس کی تعلیم وتادیب کرے وہ دوسروں کی تعلیم وتادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔۲۳

۱۰-خوشا نصیب اس کے کہ جس کے نفس نے فروتنی اختیار کی، جس کی کمائی پاک وپاکیزہ اور نیت نیک اور عادت وخصلت پسندیدہ رہی، جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ میں صرف کیا، بے کار باتوں سے زبان کو روک لیا، مردم آزاری سے کنارہ کش رہا، سنت اسے ناگوار نہ ہوئی اور بدعت کی طرف منسوب نہ ہوا۔۲۴

سید رضی کہتے ہیں کہ یہ کلام کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ مذکورہ بالا حقائق واقوال نیز آپ اور آپ کی اولاد اخفا ونیز اصحاب نے عرفان وسلوک میں جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں ان کی روشنی میں بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ یقیناً آپ سرچشمہ تصوف عرفان اسلامی تھے۔

حوالے:

۱-القرآن، یونس :۲:۶۳ (یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر نہ وغمگین ہوں گے)

۲-ایضاً نور:۳۷ (وہ مرد کہ غافل نہیں ہوتے سودا کرنے اور بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے)۔

۳- ایضاً، فتح ۲۹ (نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے)۔

۴-ایضاً عنکبوت: ۶۹ (اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے نیکی والوں کے)۔

۵- ایضاً، قصص: ۸۳ (یعنی وہ گھر پچھلا ہے ہم دیں گے ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے تھے اپنی

بڑائی ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھی ہے ڈرنے والوں کی)۔

۶- ایضاً، احزاب ۴۵(اے نبیؐ ہم نے تم کو بھیجا بتانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا کی طرف اشارہ ہے)۔

۷- ایضاً، احزاب ۴۶(اور چمکتا ہوا چراغ اس بات سے اشارہ ہے کہ اللہ نے آپ کو وہ نور نبوت عطا فرمایا کہ جس کے بعد ساری روشنیاں اس نور اعظم میں خود مدغم ہوگئیں)۔

۸- ایضاً، دہر: ۸ (اور کھلاتے ہیں اسکی محبت میں محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو۔ اس آیت میں حضرت علیؑ کے فعل کی تعریف کی گئی ہے)

۹-ازالۃ الخفار ۲۶۸، ابن سعد، ج ۲ف ۳ ص۱۰۱، الرمرتضیٰ ص ۳۳۳

۱۰- تہذیب الاسماء نودی، ص۳۴۶ (بحوالہ تاریخ اسلام، رزمش معین الدین احمد ص۳۱۹

۱۱- یہ روایت صحاح کی ہے تو بعض محدثین اسے ضعیف مانتے ہیں۔

۱۲- کشف المحجوب، ص ۱۳

۱۳- ابداع (بحوالہ اکابر کا سلوک واحسان، مرتبہ محمد اقبال، ہوشیار پوری، ص۲۱)

۱۴- شفا از قاضی عیاض بحوالہ ندائے ملت، لکھنؤ رسولؐ نمبر ۱۰

۱۵-انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص۱۸اور ۳۱

۱۶-ازالۃ الخفاء، ص ۲۷۴

۱۷- المرتضیٰ

۱۶۔(معیار السلوک ص۹۶-۱۹۳)

۱۸۔(حکم ومواعظ ۹)

۲۰۔ (حکم مواعظ ۳۴)

۲۱۔(حکم ومواعظ ۳۶)

۲۲۔(حکم ومواعظ ۵۴)

۲۳۔ (حکم ومواعظ ۷۳)

۲۴۔(حکم ومواعظ ۱۲۳)